نظرات

خواتین اسلام

عورت قدرت کی عجیب و غریب اور نہایت پر اسرار مخلوق ہے، یہ حسین اور دلکش دل آویز بھی ہے اور خوفناک و ہیبت انگیز بھی، عورت صفات و کمالات متضادہ کا مجموعہ ہے، یہ زہر ہلاہل بھی ہے اور شہد دانگبیں بھی، نسیم سحر کی طرح نرم و نازک اور لطیف اور موجۂ باد سموم کی مانند گرم اور سخت بھی یہ اگر با سلیقہ ہو اور مہربان ہو جائے تو زندگی کو باغ و بہار بنا دے اور اگر بد سلیقہ اور بے شعور ہو اور نامہربان بھی ہو تو جینا اجیرن کر دے اور گھر کو جہنم بنا دے، عورت مرد کے مقابلہ میں جسمانی اعتبار سے کمزور اور صنف ضعیف سمجھی جاتی ہے اور درحقیقت ہے بھی ایسا ہی لیکن اس کے باوجود اس کے ایک قطرۂ اشک یا تبسم زیر لب نے جبابرۂ عالم کو سرنگوں ہونے پر مجبور کر دیا ہے اور بڑی بڑی سلطنتیں اس کے اشارۂ چشم و ابرو پر رقص کرتی رہی ہیں۔

غرض کہ عورت جامع اضداد اور گوناگوں اوصاف و کمالات کی حامل ہونے کے باعث ہمیشہ ایک معمہ بنی رہی ہے اور حکماء و دانشوران عالم، ارباب مذاہب اور ماہرین سماجیات و سیاست اس معمہ کو حل کرنے کی فکر میں پریشان رہے ہیں اور جتنے منہ اتنی باتیں، کسی نے عورت کو دیوی سمجھ کر اس کی پرستش کی اور اس کو سرکا تاج بنا کر رکھا، اس کے برعکس کسی نے اس کو شیطان کی خالہ سمجھا اور اس کی تحقیر و

تذلیل میں کوئی کسر اٹھا کر نہ رکھی، یہ سب کچھ ہوا لیکن عورت کی حقیقت آج بھی ایسی ہی ایک گرہ ناکشودہ اور عقدہ لاینحل ہے جیسے کہ پہلے تھی، دنیا میں عورتوں کے حقوق پر جگہ جگہ سیمینار ہو رہے ہیں، کانفرنسوں میں اس پر بحثوں کا سلسلہ جاری ہے، یہ بحثیں اور یہ مذاکرات اس بات کی دلیل ہیں کہ اب تک دنیا کے ارباب عقل و دانش کے لئے آج بھی عورت کی اصل حقیقت ایسا ہی ایک معمہ اور قدرت کی پہیلی ہے جیسا کہ پہلے تھی۔

حقیقت یہ ہے اور اس کے اظہار میں ذرا مبالغہ نہیں ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کے کسی مذہب، کسی دستور اور کسی ضابطہ حیات نے عورت کی حقیقت اور اس کی اصلیت و ماہیت کو بالکل صحیح نہیں سمجھا اور اس کو بیان نہیں کیا چنانچہ جب اسلام آیا اور اس نے انسان کو فکر و عمل، تہذیب و تمدن اور قانون و دستور حیات، غرض ہر چیز میں انقلاب عظیم پیدا کیا تو اب عورت کی پوزیشن اور سماج میں اس کے مرتبہ و مقام کے بارے میں بھی یکا یک ایک نہایت نمایاں اور عظیم تبدیلی رونما ہو گئی، اب وہ بیٹی ہو کر والدین کی لخت جگر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو ایک مرتبہ پیار کرتے ہوئے فرمایا: فاطمۃ بضعۃ کبدی) اور گھر کی زینت و رونق ہو گئی، پھر بیوی بنی تو شوہر کی رفیق زندگی اور اس کی دینی اور دنیوی امور و مشاغل میں اس کی مشیر کار بنی اور جب وہ ماں ہوئی تو سب کی سرتاج اور مخدوم قرار پائی، سماج میں اس کا مرتبہ و مقام اس درجہ بلند ہوا کہ وہ علم و ہنر، فضل و کمال، یہاں تک کہ سیاست، اڈمنسٹریشن اور جنگ کے میدان میں بھی نظر آنے لگی، فلاح عام اور خدمت خلق کے ادارے بھی اس کے حسن خدمت سے خالی نہ رہے، اسلام کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ انسانی معاشرے کے ہر فرد کی طبعی اور خداداد صلاحیت و استعداد

کو ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ اس کو اجاگر کر کے اور جلا بخش کر اس فرد کو اس لائق بناتا ہے کہ وہ انسان کے فلاح وبہبود کے کام کر سکے، اس بنا پر اسلام نے جو انقلاب پیدا کیا جس کے باعث ایک بہترین اور صالح معاشرہ وجود میں آیا اس انقلاب کے برپا کرنے میں مردوں کے دوش بدوش خواتین اسلام کا بھی معتدبہ اور قابلِ ذکر حصہ ہے، تاریخ اس کی شاہد ہے۔

مرد اور عورت دونوں میں ایک نقطۂ اشتراک ہے اور ایک نقطۂ اختلاف یعنی مرتبۂ انسانیت میں دونوں ایک ہیں لیکن صنف دونوں کی ایک دوسرے سے مختلف ہے، اسلام کی نگاہ ان دونوں حیثیتوں پر ہے اس بنا پر جہاں تک انسانی حقوق کا تعلق ہے۔ اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان ہرگز کوئی امتیاز نہیں ہے، مرد جس طرح اشیا کی خرید و فروخت کر سکتا اور ان کا مالک ہو سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی حق ملکیت (right of ownership) بلا شرکت غیرے حاصل ہے اور وہ اپنی اشیائے مملوکہ میں جس طرح چاہے تصرف کر سکتی ہے، علوم و فنون دینی ہوں یا دنیوی بشرطیکہ نافع ہوں عورت جس قدر چاہے حاصل کر سکتی ہے، علم غیر نافع اور مضر جس طرح مرد کے لئے ممنوع ہے، عورت کے لئے بھی ہے، اگرچہ اسلام کے صالح معاشرہ کا تقاضا ہے کہ مرد کمائے اور عورت گھر کا اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے، تاہم کسب معاش کی آزادی اسے حاصل ہے، اور تعلیم اور طب کے شعبے عورت کے لئے زیادہ موزوں اور بہتر ہیں، تاکہ لڑکیوں کی تعلیم اور عورتوں کے علاج میں عورتوں سے ہی کام لیا جائے، ان کے علاوہ دوسرے شعبے جن میں عورت کی صنفی خصوصیات مجروح نہ ہوں ان کے دروازے بھی عورت پر بند نہیں، عورت تجارت اور کاروبار کر سکتی اور کارخانے اور

نیکٹریاں قائم کر سکتی ہے، عورت کا حق وراثت میں بھی ہے، بالغ ہونے کے بعد شادی بیاہ کے معاملے میں وہ آزاد اور خود مختار ہے، یہاں تک کہ والدین، دادا دادی یا نانا نانی کوئی اس پر جبر نہیں کر سکتا، شادی کے بعد اگر شوہر سے وہ گلو خلاصی کی خواہشمند ہے تو اگرچہ طلاق واقع کرنے کا اختیار صرف شوہر کو ہے، لیکن اس معاملہ میں بھی عورت کو بے بس اور عاجز نہیں رکھا گیا، بلکہ ایک نہیں دس طریقے ہیں جن کے ذریعے عورت ایک ظالم وجابر اور نا اہل شخص کے حبالۂ عقد سے رستگاری حاصل کر سکتی ہے۔

یہ سب اور ان کے علاوہ دوسرے حقوق وہ ہیں جو اسلام نے عورت کو بحیثیت ایک انسان کے عطا کئے ہیں، اب رہیں اس کی صنفی خصوصیات! تو اسلام نے ان کی رعایت بھی مکمل طریقہ پر ملحوظ رکھی ہے تاکہ معاشرہ میں انگریزی کے مشہور محاورہ To put a cart before a horse کے مطابق اتھل پتھل اور ناہمواری نہ پیدا ہو، یہ تعلیمات اور احکام جن میں بعض فرض اور واجب ہیں اور بعض مندوب و مستحسن، مثلاً حجاب یعنی ستر پوشی، غض بصر، زیبائش و آرائش، اور حسن نسوانی کی نمائش، لباس میں مردانہ پن اور چرب زبانی سے اجتناب، رفتار میں آہستگی اور متانت، گفتار میں نرمی اور لطافت وغیرہ وغیرہ قرآن مجید اور احادیث میں بڑی وضاحت اور صراحت سے مذکور ہیں۔

گذشتہ ماہ جولائی کی ۱۸ اور ۱۹ تاریخ کو ولبھ بھائی پٹیل ہاؤس، نئی دہلی میں "اسلام میں عورت کا مرتبہ و مقام" کے موضوع پر ایک آل انڈیا سیمینار بیت الحکمت نامی ایک ادارہ کی طرف سے منعقد ہوا جس کے صدر مولانا مفتی

عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی نائب صدر بیگم عابدہ احمد اور سکریٹری ڈاکٹر محمد احسان اللہ خاں ہیں ۔ راقم الحروف نے اس سیمینار کی تین نشستوں کی صدارت کی اور انگریزی میں اپنا ایک طویل مقالہ بھی پیش کیا جو اگرچہ پڑھا نہ جاسکا مگر اب ادارہ کی طرف سے دوسرے مضامین و مقالات کے ساتھ زیر طبع ہے ، اس میں شک نہیں کہ سیمینار میں بعض حضرات نے تحریرًا یا تقریرًا بعض ایسی باتیں کہیں جو اسلامی نقطۂ نظر سے قابل اعتراض تھیں ، لیکن بحمد اللہ سیمینار میں ایسے حضرات بھی موجود تھے جنھوں نے صحیح اسلامی نقطہ نظر کی ترجمانی کی اور اس کے خلاف جو باتیں کہی گئی تھیں ان کی مدلل اور پر زور تردید کی ، ظاہر ہے ، سیمینار کا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ چند مختلف الخیال حضرات ایک جگہ مجتمع ہوتے ہیں اور موضوع زیر بحث پر باہم مذاکرہ اور تبادلۂ افکار و خیالات کرتے ہیں ، اس بنا پر مشتعل ہونا یا اپنے مخالف کی نیت پر حملہ کرنا ، جس کا علم خدا کے سوا کسی اور کو نہیں ہو سکتا ، کم حوصلگی اور چڑچڑے پن کی دلیل ہے ، دلیل کا جواب دلیل سے ہونا چاہئے نہ کہ سب و شتم سے ، مسلمانوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام کوئی شیش محل نہیں ہے جس میں کسی نادان کے کنکریاں پھینک دینے سے کوئی بال پڑ جائے ، بلکہ وہ سنگ و آہن اور پگھلائے ہوئے سیسہ سے تعمیر کردہ وہ مضبوط قلعہ ہے جس پر دشمن کی خشت باری کوئی اثر نہیں کر سکتی ۔